(۲) حرام طریقے سے کمانے کی وجہ سے خبیث وحرام، جیسے دھوکہ، خیانت، سود، رشوت وغیرہ [ابن العثیمین]

فـائـدہ نمبر ۸: جب بنی اسرائیل میدانِ تیہ میں اترے، تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھوک کی شکایت کی؛ اس پر اللہ تعالیٰ نے من وسلویٰ نازل فرمایا۔ اور پانی کی ضرورت ہوئی تو اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی پتھر پر ماری، اس سے بارہ چشمے پھوٹے۔ گرمی کی شکایت کی تو بادل کا سایہ مہیا فرمایا۔ بعض آثار کے مطابق: لباس کا تقاضا ہوا تو کہا گیا کہ اللہ پاک کے حکم سے تمہارے موجودہ کپڑے کبھی پرانے اور گندے نہیں ہوں گے۔ [الطبری]

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان تمام سہولت بھری نعمتوں کے حصول اور بڑے بڑے معجزوں کے مشاہدے کے باوجود اللہ پاک سے کیے ہوئے عہد ومیثاق کی پامالی اور اولوالعزم نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے ساتھ معاندانہ رویہ اور نافرمانی ان کا شیوہ بن چکا تھا۔

اس قوم کے ساتھ موازنہ کرنے سے ہمارے نبی ﷺ کے جاں نثار اصحاب کرام رضی اللہ عنہم أجمعین کی افضلیت خوب واضح ہوجاتی ہے کہ مختلف سفروں میں آپ ﷺ کے ساتھ بڑی تکلیفیں اور مشقتیں اٹھائیں۔ خصوصاً غزوہ تبوک کے سفر میں شدید گرمی اور بھوک وپیاس کے باوجود انہوں نے آپ ﷺ سے کسی بڑے معجزے کا مطالبہ نہیں کیا۔ صرف بھوک سے نڈھال ہونے پر کھانے میں برکت کا تقاضا کیا۔ آپ ﷺ نے باقی ماندہ زادِراہ جمع کرواکر اس میں برکت کی دعا فرمائی اور سب نے اپنے اپنے تھیلے بھر لیے۔ جب پانی کی حاجت ہوئی تو آپ ﷺ کی دعا سے مطلوبہ جگہ بارش ہوئی۔ الغرض انہوں نے کسی بڑے معجزے کا مطالبہ نہیں کیا۔ بلکہ ان کا ایمانی جوش اتنا مضبوط تھا کہ ہر مشکل گھڑی میں انتہائی ثابت قدمی اور صبر واستقلال کا ثبوت دیا۔ جس کی مثال تاریخ انسانیت میں کہیں نہیں ملتی۔ [ابن کثیر بتصرف]

❁❁❁❁❁❁

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کتب حدیث (اتباع سنت کے مسائل: محمد اقبال کیلانی)

{1} صحیفہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ {2} صحیفہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ {3} صحیفہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ {4} صحیفہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ {5} صحیفہ سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ {6} صحیفہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ {7} صحیفہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ {8} صحیفہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ {9} صحیفہ صادقۃ لعبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ {10} صحیفہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ {11} صحیفہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ {12} صحیفہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ {13} مسند ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ {14} خطبہ فتح مکۃ {15} مسند ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا {16} صحیفہ صحیحہ لأبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ {17} صحیفہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بروایت نافع رحمہ اللہ {18} صحیفہ بشیر بن نہیک رضی اللہ عنہ

درسِ حدیث قسط:7

رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفقت

ابو محمد عبدالوہاب خان

آخرت میں رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفقت کا چھٹا مظاہرہ: ''دوزخ سے نکالنے کی شفاعت''

عن أبی سعیدِ الخدریِ رضی اللہ عنہ قال: قلنا یا رسولَ اللّٰہِ ھل نری ربَّنا یومَ القیامۃِ؟ قال: ''ھل تضارونَ فی رؤیۃِ الشمسِ والقمرِ إذا کانت صحوًا؟ قلنا: لا، قال: ''فإنّکم لا تضارونَ فی رؤیۃِ ربّکم یومئذٍ إلا کما تضارونَ فی رؤیتھما.'' ...... فما أنتم بأشد لی مناشدۃً فی الحق قد تبینَ لکم مِن المؤمنِ یومئذٍ للجبارِ، وإذا رأوا أنھم قد نجوا فی إخوانھم یقولون: ربَّنا إخوانُنا الذین کانوا یصلونَ معنا ویصومونَ معنا ویعملونَ معنا. فیقولُ اللہُ تعالیٰ: ''اذھبوا، فمن وجدتم فی قلبہِ مثقالَ ذرۃٍ مِن إیمانٍ فأخرِجوہُ.'' ویحرمُ اللّٰہُ صورتَھم علی النارِ، فیأتونھم وبعضُھم قد غابَ فی النارِ إلی قدمِہ وإلیٰ أنصافِ ساقیہِ فیُخرجونَ مَن عرفوا، ثم یعودون، فیقول: ''اذھبوا، فمن وجدتم فی قلبہ مثقالَ نصفِ دینارٍ فأخرجوہ.'' فیُخرجون مَن عرفوا ثم یعودون، فیقول: ''اذھبوا فمن وجدتم فی قلبہ مثقالَ ذرۃٍ مِن إیمانٍ فأخرجوہ''. فیُخرجون مَن عرفوا. قال أبو سعید رضی اللہ عنہ: فإن لم تصدقونی فاقرءوا ﴿إِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ وَّ اِنْ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفْھَا﴾ فیشفعُ النبیونَ والملائکۃُ والمؤمنونَ، فیقول الجبارُ: ''بقیتْ شفاعتِی'' فیَقبضُ قبضۃً مِن النارِ، فیخرجُ أقواماً قد امتحشوا، فیُلقَونَ فی نھرٍ بأفواہِ الجنۃِ، یقالُ لہ ''ماءُ الحیاۃ'' فیَنبتون فی حافتیہِ کما تنبتُ الحبۃُ فی حمیلِ السیلِ، قد رأیتموھا إلیٰ جانبِ الصخرۃِ وإلیٰ جانبِ الشجرۃِ، فما کان إلی الشمسِ منھا کان أخضرَ، وما کان منھا إلی الظل کان أبیضَ. فیَخرجونَ کأنھم اللؤلؤُ، فیُجعلُ فی رقابِھم الخواتیمُ، فیدخلونَ الجنۃَ، فیقولُ أھلُ الجنۃِ: ''ھٰؤلاءِ عتقاءُ الرحمٰنِ، أدخلھمُ الجنۃَ بغیرِ عملٍ عمِلوہُ ولا خیرٍ قدموہُ.'' فیقالُ لھم: '' لکم ما رأیتم ومثلہُ معہُ.''[البخاری التوحید باب ٢٤ ﴿وُجُوہٌ

يومئذٍ ناظرةٌ﴾ ح:۷۴۳۹ واللفظ له صحيح مسلم الإيمان باب ۸۱ ح۳۰۲/۱۸۳ نحوه]

''بعض صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کرسکیں گے؟'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم صاف موسم میں سورج اور چاند کو دیکھنے میں ایک دوسرے کو ضرر دیتے ہو؟'' صحابہ کرام ﷺ نے ادب سے عرض کیا: ''نہیں!'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پس بیشک آپ لوگ اپنے رب کا دیدار کرنے میں اتنا ہی ضرر دے سکتے ہوں گے، جتنا ان دونوں کو دیکھنے میں۔''...... (گناہگار مسلمانوں کے پل صراط سے نیچے جہنم پھینکے جانے کے بعد سے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:) ''تم لوگ اپنا واضح حق پہچاننے کے بعد اس کے حصول کے لیے جس قدر سختی سے مقدمہ لڑتے ہو، اس سے بڑھ کر اہل ایمان اس روز الْجَبَّارُ ﷻ سے شفاعت کے لیے بحث کریں گے۔ اور جب وہ دیکھیں گے کہ وہ اپنے بعض مسلمان بھائیوں کو نجات دلا چکے ہیں، تو (دوسرے بھائیوں کے حق میں بھی) عرض کریں گے: ''اے ہمارے رب! یہ ہمارے (ہم عقیدہ) بھائی ہیں، جو ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے، ہمارے ساتھ نیک اعمال انجام دیا کرتے تھے۔'' اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: ''جاؤ، جس کے دل میں ایک دینار کے برابر ایمان پائیں، انہیں (جہنم سے) نکال لاؤ۔'' اور اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ پر ان کی شکلیں (یعنی چہرے) حرام فرما دیں گے (تاکہ ان کی شناخت ہو سکے)۔ پس اہل ایمان ان کی طرف تشریف لے جائیں گے؛ جبکہ ان میں سے بعض آتش دوزخ میں (اپنے اپنے گناہوں کے حساب سے) پاؤں تک، پنڈلی کے درمیان تک ڈوبے ہوں گے، تو ان کو نکال لائیں گے۔ پھر (دوبارہ شفاعت کرتے ہوئے اللہ پاک کی طرف) رجوع کریں گے۔ پھر اللہ پاک ارشاد فرمائیں گے: ''جاؤ، اب جس کے دل میں آدھا دینار کے برابر ایمان پائیں، انہیں (جہنم سے) نکال لاؤ'' تو وہ جن جن کو (اس صفت کے ساتھ) پہچان لیں، نکال لائیں گے۔ پھر (شفاعت کرتے ہوئے اللہ عزوجل کی طرف) رجوع فرمائیں گے۔ پھر اللہ پاک ارشاد فرمائیں گے: ''جاؤ، اب جس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر ایمان پائیں، انہیں (دوزخ سے) نکال لاؤ۔'' تو وہ جن جن کو (اس صفت کے ساتھ) پہچان لیں، نکال لائیں گے۔

پس انبیاء کرام علیهم الصلاة والسلام، ملائکہ رحمان اور دیگر اہل ایمان شفاعت فرمائیں گے۔

اس کے بعد الجبار عزوجل ارشاد فرمائیں گے: ''اب میری سفارش باقی رہ گئی ہے۔'' پھر جہنم سے مٹھی بھر کر ایسے لوگوں کو نکالیں گے، جن کو جہنم میں جلا کر کھال ہی ادھیڑ دیا گیا ہوگا؛ پھر انہیں جنت کے دروازوں کے پاس نہر میں

ڈال دیا جائے گا، جس کو" آبِ حیات" کہا جاتا ہے۔ پھر وہ اس نہر کے کناروں پر اگ آئیں گے، جس طرح سیلابی مواد میں دانہ اگتا ہے۔ (رسول اللہ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:) یقیناً آپ لوگوں نے چٹانوں اور درختوں کے پہلو میں دیکھا ہے، جو دھوپ کی طرف ہو وہ سبز ہوتا ہے اور جو سائے کی جانب ہو وہ سفید ہوتا ہے۔ پس وہ (دوزخ سے نجات یافتہ لوگ نہر حیات سے) موتیوں کی طرح (چمکدار ہوکر) نکل آئیں گے۔ پھر ان کی گردنوں پر مہر لگائی جائے گی، اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر اہل جنت کہیں گے:" یہ لوگ رحمان تبارک وتعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں، جنہیں بغیر کسی عمل صالح کیے ہوئے اور بغیر کسی بھلائی پیش کیے ہوئے جنت میں داخل فرمایا ہے۔"

پھر ان سے کہا جائے گا:" جو کچھ تمہیں نظر آتا ہے، وہ سب اور اتنی ہی اور نعمتیں تمہارے لیے تیار ہیں۔"

شرح: اس حدیث شریف کا پل صراط والا حصہ پچھلے درس میں گزر چکا ہے، جس میں دیدارِ الٰہی سے متعلق بھی وضاحت آئی ہے۔ احادیث شریفہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے مسلمان موحد گناہگاروں کو ان کے گناہوں کی شدت اور کثرت کی وجہ سے میدانِ محشر کی شفاعتیں نصیب نہیں ہوں گی۔ اس محرومی کے باعث وہ پل صراط سے پار ہونے میں ناکام ہوکر جہنم میں گر جائیں گے۔ اور انہیں اللہ عز وجل اپنے کمالِ عدل کے مطابق دوزخ کے ہولناک عذاب میں مبتلا کردیں گے۔ أعاذَنا اللّٰهُ. اس درس میں اس مرحلے کے بعد پیش آنے والی" شفاعت" کا بیان ہے۔

اس شفاعت میں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے علاوہ فرشتے اور اہل ایمان بھی شریک ہوں گے۔ یقیناً ان میں سرفہرست ہمارے رسول خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین وسید المرسلین ﷺ ہوں گے۔

اللہ پاک اپنی مشیت اور عدل کے مطابق گناہ گار مسلمانوں کو جہنم میں عذاب دیں گے۔ اور جس طرح میدانِ محشر میں گناہوں کے حساب سے پسینے میں ڈوبے تھے، اسی طرح گناہوں کی شدت اور کثرت کے حساب سے جہنم کی آگ میں ڈوبے ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کمالِ رحمت کے مطابق ان کو نجات عطا فرمانے کا ارادہ فرمائیں گے تو اپنے برگزیدہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام، اطاعت شعار فرشتوں اور اعلیٰ پائے کے ایمان داروں رحمۃ اللہ علیہم کو اپنے اپنے درجات کی بلندی کے حساب سے شفاعت کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

گناہگار موحدین کے حق میں اہل ایمان کی شفاعت: رسول اللہ ﷺ نے مثال دے کر فرمایا کہ دنیا میں جب کسی شخص کا حق مارا جاتا ہے، تو وہ اپنا حق غاصب سے چھڑانے کے لیے کیا کچھ جتن نہیں کرتا؟! اسی طرح سارے اہل ایمان بشمول انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام، فرشتوں اور عام مؤمنوں کے اپنے رب الجبّارُ کے سامنے

مسلمان گناہگاروں کو جہنم سے نجات دلانے کے لیے پرزور سفارش اور پر اصرار شفاعت کریں گے۔ مثلاً مؤمن عرض کریں گے: ''اے اللہ! یہ ہمارے مسلمان بھائی ہمارے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے، ہمارے ساتھ روزہ رکھا کرتے تھے، ہمارے ساتھ فلان فلان نیکی کے کاموں میں شرکت کرتے تھے۔'' یعنی: (اگر ان سے بتقاضائے بشریت کچھ گناہ سرزد ہوئے ہیں، تو اب تک بیچارے جہنم میں پڑے جل رہے ہیں۔ ہماری سفارش قبول فرما کر انہیں اس ہولناک ترین عذاب سے نجات عطا کیجیے! آخر انہوں نے آپ کی ذات اور صفات میں کسی مخلوق کو شریک تو نہیں کیا۔ انہوں نے ہم میں سے کسی کو یا دوسری مخلوق کو حاجت روا، مشکل کشا تو نہیں بنایا۔)

اس سفارش کو مرحلہ وار شرف قبولیت حاصل ہوگا۔ سب سے پہلے ایک دینار برابر ایمان والوں کے حق میں سفارش کرنے والوں کی سفارش قبول فرمائی جائے گی، پھر آدھا دینار، پھر ذرہ بھر ایمان والوں کی باری آئے گی۔

نمازِ باجماعت کی برکت: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اہل ایمان عذابِ جہنم میں گرفتار مسلمانوں کی سفارش کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمائیں گے: ''اے ہمارے رب! یہ لوگ ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، ہمارے ساتھ روزہ رکھا کرتے تھے، ہمارے ساتھ فلان فلان نیکی میں شامل ہوا کرتے تھے......''

حضرت ابوسعید الخدری ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**إذا رأيتم الرجلَ يتعاهدُ المسجدَ فاشهدُوا لهُ بالإيمانِ، فإنَّ اللهَ تعالىٰ يقولُ: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ﴾**'' [التوبة١٨، الترمذی الإيمان باب في حرمة الصلاة، و حسنه، تفسير سورة التوبة]

''جب تم کسی آدمی کی مسجد میں بار بار آمد ورفت دیکھ لیں تو اس کے ایمان کی گواہی دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''اللہ کی مسجدوں کو صرف وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے اور نماز قائم کرتے اور زکاۃ ادا کرتے ہیں۔'' زیرِ درس حدیث بھی اس کے معنی کی تائید کرتی ہے۔

ایمان کا وزن کرنا: ایمان کو دینار، آدھا دینار وغیرہ کے حساب سے تولنا بعض لوگوں کو مشکل لگتا ہے؛ کیونکہ یہ ایک ''غیر مادی'' چیز ہے، جو جگہ نہیں گھیرتی اور اس کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔ جبکہ ''دینار'' 4.25 گرام سونے کا سکہ ہوتا ہے، اس کو اردو میں ''اشرفی'' کہتے ہیں۔ اسی لیے اس قسم کی آیات واحادیث کو اہل بدعت ''تأویل'' کے نام سے من مانی تحریف کر کے اصل عربی زبان کے عام مفہوم سے بدل کر کچھ کا کچھ کر دیتے ہیں۔

موجودہ زمانے میں سائنس جتنی ترقی کرتا ہے، اسی قدر اہل سنت والجماعت کے برحق عقیدے کی تصدیق

اور تائید کا سامان فراہم کرتا جا رہا ہے۔ اسلاف کے زمانے میں سونا چاندی تولا جاتا تھا، غذائی اجناس ماپ لیے جاتے تھے، کپڑا وغیرہ بالشت یا ہاتھ سے ماپتے، باقی تمام چیزوں کا اندازہ کیا کرتے تھے۔ اس کے باوجود کسی صحابی یا تابعی نے ایمان اور اعمال وغیرہ کے تولنے کی آیات واحادیث میں تاویل کی ضرورت محسوس نہیں کی؛ یہ ان کے کمالِ ایمان کا ثمرہ ہے۔ موجودہ زمانے میں پیائش کی بہت ساری اکائیاں مقرر ہیں؛ مثلاً لمبائی کے لیے میٹر m، کمیت کے لیے کلوگرام kg، مائع چیزوں کے لیے لٹرا، وقت کے لیے سیکنڈ s، ولاسٹی کے لیے میٹر فی سیکنڈ m / s، اسراع کے لیے میٹر فی سیکنڈ m/s^2 وغیرہ۔ حرارت سینٹی گریڈ c اور فارن ہائیٹ f۔ اسی طرح ہوا کی رفتار، ہوا میں نمی کی مقدار، سطح سمندر سے بلندی، غذاؤں میں کلوریز، زندہ ومردہ جسموں میں مختلف مفید اور مضر اجزاء اور بے جان اشیاء چیزوں میں شامل اجزاء وغیرہ، غرض بہت ساری چیزوں کا ماپ تول زبان زد عام ہے۔ قابل تعجب تو یہ ہے کہ ان تمام پیائشوں سے استفادہ کرتے ہوئے بھی مسلمانوں کی اکثریت آج بھی عقل سے کام لینے پر آمادہ نہیں؛ بلکہ خیر القرون کے بعد گزرے ہوئے بدعتیوں کی تقلید پر ڈٹ کر اللہ تعالی کی قدرت کاملہ پر دلالت کرنے والے نصوص میں تاویل پر گزارہ کر رہے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے عقیدے میں اللہ پاک خالق کائنات ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے مقدس فرامین کو اس طرح "تاویل" کے نام پر "تحریف" کا شکار بنانا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

احادیث نبویہ میں صراحت ہے کہ اللہ پاک لوگوں کو ان کے ایمان اور عمل صالح کے وزن کی مناسبت سے پل صراط سے پار فرمائیں گے۔ اور کمزور ایمان والوں کو دوزخ میں جھونک دیں گے۔ پھر جہنم کے اندر بھی ایمان اور اعمال کے وزن کی مناسبت سے ہلکے اور سخت عذاب میں مبتلا کریں گے۔ اور اسی ایمانی وزن کے حساب سے ان کے حق میں مرحلہ وار شفاعت بھی قبول فرما کر جہنم سے نجات عطا فرمائیں گے۔ اللہ پاک کے فضل وکرم سے اللہ کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام، ملائکہ مقربین اور شفاعت کی اجازت پانے والے عام اہل ایمان بھی جہنم والوں میں سے قابل شفاعت مسلمانوں کو ان کے "ایمانی وزن" سے پہچان لیں گے۔ اور اللہ پاک کی اجازت سے انہیں جہنم سے نکال لائیں گے۔

چہروں کا محفوظ ہونا: اس حدیث شریف میں فرمایا کہ جب اللہ پاک اہل ایمان کی سفارش قبول فرمائیں گے، تو دوزخ کی آگ پر ان کی "صورتوں" یعنی چہروں کو حرام فرما دیں گے؛ جس کے ذریعے سفارش کرنے والے اہل ایمان' جہنم میں جلتے ہوئے اپنے اسلامی بھائیوں کو پہچان لیں گے۔

مسلمان گناہگاروں کے حق میں شفاعت کرنا: معتزلہ اور خوارج اپنے ایجاد کردہ باطل اصولِ اعتقاد کی بنیاد پر گناہگاروں کے حق میں شفاعت کا انکار کرتے ہیں۔ اسی لیے اُس دور میں حدیث شریف کے راوی اس قسم کی احادیث کی روایت میں بہت زیادہ سرگرمی دکھاتے تھے۔ حتیٰ کہ امام ابن العزحنفیؒ نے اکثر کتبِ حدیث میں شفاعت کبریٰ کی تفصیل مذکور نہ ہونے پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے یہ سبب بیان کیا ہے کہ (شفاعت کبریٰ میں کوئی اختلاف نہیں) اکثر اسلافؒ نے خوارج اور معتزلہ کی تردید کی خاطر گناہگاروں کے حق میں شفاعت اور (مرجئہ کی بھی تردید کے لیے) جہنم سے شفاعت کے ذریعے نجات ملنے والی احادیث کی روایت کو ترجیح دی۔ [شرح العقيدة الطحاوية ص: ۲۳۱]

اسم الٰہی "اَلْجَبَّارُ": "الجبّارُ" اللہ پاک کے اسمائے حسنیٰ میں شامل ہے۔

جَـبَـرَ يَـجْـبُـرُ جَبْرًا و جُـبُـوْرًا و جِبَارَةً ۔ العَظْمَ: ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنا۔ ۔ الـفَقِيْرَ: غنی کردینا۔ تَـجَبَّرَ الْمَرِيْضُ: تندرست ہوا۔ اس معنی کی مناسبت سے الجَبَّارُ کے معنی ہیں: "نقائص کو پورا فرمانے والا۔" اسی معنی میں قعدہ کی دعا میں "وَاجْبُرْنِیْ" آتا ہے۔ یعنی: "اے اللہ! میرے نقائص دور فرما۔"

جَـبَـرَهُ عَلَى الْاَمْرِ: مجبور کرنا۔ تَـجَبَّرَ: تکبر کرنا، سرکشی کرنا۔ اس سے صفت جِبِّيْرٌ آتی ہے۔ اس معنی کی نسبت سے اسم کریم "الجبّار" کے معنی بنتے ہیں: "تسلط فرمانے والا، قابض، بڑائی اور کبریائی والا۔"

آبِ حیات کا چشمہ: احادیث شریفہ میں جنت کے دروازے کے پاس "نہر حیات" کا ثبوت ہے، جس میں عذابِ الٰہی میں جلے ہوئے لوگوں کو غوطہ دلایا جائے گا۔ جہنم میں جل کر نکلتے وقت ان کی شکل الثعارير/الضغابيس یعنی ککڑی، کھیرے جیسی ہوگی۔ [البخاری الرقاق، باب ۵۱] پھر نہر حیات سے غسل کر کے وہ جنت میں داخل ہونے کے قابل شکل وصورت میں ڈھل کر موتیوں کی طرح نکلیں گے۔ ﴿فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾

اس حقیقت سے ایک پرانے سوچ کی نفی ہوتی ہے کہ "آبِ حیات" اسی دنیا میں کہیں موجود ہے، جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پکی ہوئی مچھلی زندہ ہو کر نکل گئی تھی۔ پھر جہلاء یہ بتنگڑ بھی بناتے ہیں کہ جو کوئی یہ پانی پی لے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ اسی واہمے کی بنیاد پر وہ حضرت خضر علیہ السلام کے بھی تاحال زندہ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے قریب ایک رات اعلان فرمایا تھا: "آج سے آگے ایک سو سال تک آج کے زندہ انسانوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔" [متفق علیہ] اس پر مستزاد اہل بدعت اللہ پاک کے اس نیک بندے کا حوالہ دے کر